بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ: ۲۰ اگست ۲۰۱۲

سنت اللہ اور قدرت ثانیہ کی تاویل وتشریح خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں

اور

نظام سلسلہ کے سربراہوں سے چند سوالات

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عاجز راقم محمود ثانی کے دل میں شدت سے تحریک فرمائی کہ عنوان بالا پر خود حضور مسیح موعودؑ کے فرمودات جو کہ قدرت ثانیہ کے مفہوم کو روز روشن کی طرح عیاں کرتے ہیں قارئین کرام کو پیش کروں تا کہ اُنہیں معاملہ فہمی میں آسانی ہو۔ آپ نے اپنی کُتب اور فرمودات میں متعدد بار سنت اللہ کے مختلف پہلوؤں کو بیان فرمایا ہے۔ یہاں پر موقع کی مناسبت سے چند ایک درج ہیں۔

آپ نے فرمایا:

۱۔ جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔''
(روحانی خزائن جلد ۲۰۔ ص ۳۰۵)

۲۔ ''کپڑا پہنتے ہیں تو اُس کی بھی تجدید کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طریق پر نئی ذریت کو تازہ کرنے کیلئے سُنت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ ہر صدی پر مجدد آتا ہے''
(ملفوظات جلد ۳۔ ص ۸۷)

۳۔ ''وان اللہ یبعث علیٰ کل راس مائۃ مجدّد الدین و کذالک جرت سُنت المعین'' (روحانی خزائن جلد ۸ ص ۳۸۳)
ترجمہ از ناقل: اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مجدّد دین بنا کر مبعوث فرماتا ہے اور اُسکی یہ معین سنت یوں ہی جاری ہے۔

۴۔ ''سو جیسا کہ اُسکی قدیم سے سنت ہے ہمارے اس زمانہ میں جو ایسے ہی حالات اور علامات اپنے اندر جمع رکھتا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے چودہویں صدی کے سر پر اس تجدید ایمان اور معرفت کیلئے مبعوث فرمایا ہے'' (روحانی خزائن جلد ۱۷۔ ص ۳۴۸)

۵۔ ''خدا کی عادت ہے کہ وہ ایسے بندوں کو بھیجا کرتا ہے جنہیں اس دین کی تجدید کے لئے پسند فرمالیتا ہے۔ (روحانی خزائن جلد ۱۸۔ ص ۲۴۷)

۶۔ ''عادت اللہ ہمیشہ سے اسی طرح پر جاری ہے کہ جب دنیا ہر قسم کے گناہ کرتی ہے اور بہت سے گناہ ان کے جمع ہو جاتے ہیں تب اس زمانہ میں خدا اپنی طرف سے کسی کو مبعوث فرماتا ہے'' (روحانی خزائن جلد ۲۲۔ ص ۱۶۴)

۷۔ ''سنت اللہ یہی ہے کہ جب زمین فسق و فجور سے بھر جاتی ہے تو اُسکے روکنے والی قوت آسمان سے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو آسمان سے بھیج دیتا ہے جس کے ذریعہ لوگوں کو توبہ کی توفیق ملتی ہے۔'' (ملفوظات جلد ۵۔ ص ۹۹)

۸۔ ''مخالفت ہمیشہ راست بازوں کی ہوتی ہے۔ جھوٹوں کی کوئی مخالفت نہیں کرتا بلکہ لوگ اُنکے ساتھ ہو جاتے ہیں اور یہ سنت اللہ ہے'' (ملفوظات جلد ۵۔ ص ۵۶)

۹۔ ''یہ بھی ایک عادت اللہ ہے کہ مکذبین کی تکذیب خدا تعالیٰ کے نشانات کو کھینچتی ہے'' (ملفوظات جلد ۲۔ ص ۵۴۷)

۱۰۔ ''سنت اللہ ہمیشہ اسی طرح سے جاری ہے کہ لوگوں کا خیال کسی اور طرف ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کوئی اور بات کر دکھلاتا ہے جس سے بہتوں کے واسطے صورت ابتلاء پیدا ہو جاتی ہے'' (ملفوظات جلد ۵۔ ص ۲)

۱۱۔ ''ہمیشہ سے سنت اللہ اسی طرح پر چلی آتی ہے کہ اُسکے ماموروں کی راہ میں جو لوگ روک ہوتے ہیں اُن کو ہٹا دیا کرتا ہے'' (تذکرہ ص ۴۲۷۔ ایڈیشن ۶)

۱۲۔ ''یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اُسکی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے''۔ (روحانی خزائن جلد ۱۵۔ ص ۲۷۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزید فرمودات

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کو بھیجتا ہے جو دین کے اس حصہ کو تازہ کرتا ہے جس پر کوئی آفت آئی ہوئی ہوتی ہے یہ سلسلہ مجددوں کے بھیجنے کا اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے موافق ہے جو اس نے انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون (الحجر۔ ۱۰) میں فرمایا ہے''۔

(ملفوظات جلد ۲۔ ص ۳۵۵۔۳۵۶)

قارئین توجہ فرماویں کہ قدرت ثانیہ کی پیشگوئی الوصیت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دسمبر ۱۹۰۵ کو فرمائی تھی۔ بعد میں آپکا بیان بسلسلہ بعثت مجدددین جو کہ یکم مئی ۱۹۰۸ ہے درج ذیل ہے۔

''خلفاء کے آنے کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک لمبا کیا ہے اور اسلام میں یہ ایک شرف اور خصوصیت ہے کہ اس کی تائید اور تجدید کے واسطے ہر صدی پر مجدّد آتے رہے اور آتے رہیں گے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے جیسا کہ کما کے لفظ سے ثابت ہوتا ہے۔ شریعتِ موسوی کے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ تھے جیسا کہ خود وہ فرماتے ہیں کہ میں آخری اینٹ ہوں اسی طرح شریعت محمدی میں بھی اس کی خدمت اور تجدید کے واسطے ہمیشہ خلفاء آئے اور قیامت تک آتے رہیں گے''۔

(ملفوظات جلد ۵۔ ص ۵۵۱ فرمودہ یکم مئی ۱۹۰۸)

''خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے'' (ملفوظات جلد ۴۔ ص ۳۸۳)

لہذا بین طور پر واضح ہوگیا کہ قدرت ثانیہ سے مراد بعثت مجددین، مرسلین اور مصلحین ہی ہے۔

قدرت ثانیہ کی تشریح بیان فرمودہ حواری خلیفہ سیدنا حضرت مولوی نورالدینؓ:

جب کسی قوم کا مورث اعلیٰ اپنا کام پورا کرتا ہے تو اسکے کسی کام کے سرانجام دینے کے واسطے قدرت کا ہاتھ نمودار ہوتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی** کا ظہور رسول کریم ﷺ کے زمانے میں ہوگیا مگر آپ کے بعد آپ کے خلفاء، نواب مجددین کے وقت میں بھی ہوتا رہا وہ سب قدرت ثانیہ تھے۔ قدرت ثانیہ کی حد بندی نہیں ہوسکتی۔ جب کوئی قوم کسی قدر کمزور ہو جاتی ہے تب بھی اللہ تعالیٰ اپنی مصلحت سے اسکی طاقت کو پورا کرنے کے واسطے قدرت ثانیہ بھیجتا رہتا ہے۔ (بدر ۲۳ مئی ۱۹۱۳ء)

قدرت ثانیہ کی مزید وضاحت: حواری خلیفہ سیدنا نورالدینؓ نے کافی وشافی طور سے یہ معاملہ واضح کر دیا تھا جیسا کہ بدر ۲۳ مئی ۱۹۱۳ میں درج ہے کہ قدرت ثانیہ میں خلفاء اور نواب مجددین سب شامل ہیں یہ وضاحت حضور مسیح موعود علیہ السلام کے اُس فرمان کے عین مطابق ہے جو ۱۹۰۵ میں الوصیت تحریر کرنے کے بعد یکم مئی ۱۹۰۸ میں دیا جیسا کہ ملفوظات جلد ۵ ص ۵۵۱ میں درج ہے کہ قیامت تک خلفاء اور مجددین آتے رہیں گے۔ یہ اُن لوگوں کے خیالات کا ابطال ثابت کرنے کے لیے کافی ہے جو محض انتظامی خلافت کو ہی قدرت ثانیہ کہتے ہیں اور الہامی، تجدیدی خلافت سے منکر ہو رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے منتخب شدہ ظاہری انتظامی خلیفہ کو ہی ضرور روحانی خلیفہ / مرسل بھی بنائے۔ ورنہ وہ ایمان نہ لائیں گے، یہ سخت گناہ ہے۔

حضرت **مصلح موعودؓ** نے بھی اپنی کتب اور تفاسیر میں اسی عقیدہ کا اظہار کیا ہے کہ آئندہ بھی مجددین، مرسلین سنت اللہ کے مطابق تا قیامت آتے رہیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصیحت پر عمل

خلیفہ اوّل کے انتخاب کے بعد قدرت ثانیہ کے نزول کیلئے اجتماعی دُعائیں: بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۳، ص ۲۱۲

''حضرت میر ناصر نواب صاحب نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الاسلام نے قدرت ثانیہ کے ظہور کیلئے ہر ملک میں اکٹھے ہوکر اجتماعی دُعا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے مولوی محمد علی صاحب کو حکم دیا ہے کہ وہ اخبارات میں اجتماعی دُعا کی تحریک شائع کریں۔ چنانچہ اُنہوں نے اس کی تعمیل میں اعلان کر دیا۔ قادیان میں حضرت میر صاحب ایک عرصہ تک مسجد مبارک میں اجتماعی دُعا کراتے رہے''۔

حضرت خلیفہ اوّل کا فرمان:

قدرت ثانیہ کے نزول کے وقت کے بارے میں بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۳، ص ۳۴۲-۳۴۱

''یکم دسمبر ۱۹۱۲ کو آپ نے بعد نماز عصر سورۃ اعراف کی آئت **ولقد اخذنا ال فرعون بالسنین** کا درس دیتے ہوئے فرمایا۔ ''تیس برس کے بعد انشاءاللہ مجھے امید ہے کہ مجدد یعنی موعود (قدرت ثانیہ) ظاہر ہوگا یعنی ۱۹۴۴ میں مصلح موعود کا ظہور ہوگا۔

مندرجہ بالا دونوں بیانات سے ظاہر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ خود کو قدرت ثانیہ کا مظہر نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ حضرت مصلح موعودؓ کو قدرت ثانیہ کا مظہر سمجھتے تھے۔

سوال یہ ہے کہ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو مظہر اوّل کیوں کہا جاتا ہے؟ سیدنا محمودؓ نے دعویٰ فرمایا تھا کہ وہ مصلح موعود ہیں اسلئے اُن کے قدرت ثانیہ کا مظہر ہونے کی بات سمجھ آتی ہے۔ **مگر خلیفہ ثالث، خلیفہ چہارم، خلیفہ پنجم قدرت ثانیہ کے بالترتیب تیسرے، چوتھے اور پانچویں مظہر کیوں کر بن گئے؟**

مزید یہ کہ حضور مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ قدرت ثانیہ کے مظہر بعض افراد ہونگے جو کہ آسمان سے نازل ہوا کریں گے۔ ظاہری پوپ خلیفوں کا قدرت ثانیہ سے اور نزول سے کیا تعلق؟

۲۷ مئی ۱۹۰۸ سے قائم سلسلہ بیعت کیلئے سیدنا حضرت مسیح موعود کی مشروط اجازت اور بیعت لینے والے بزرگ کا اصل مقام

''اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں ''

ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا پس جس شخص کی نسبت چالیس ۴۰ مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا اور چاہیئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لیے نمونہ بناوے'' الوصیت ص ٦

<u>الوصیت میں حضور مسیح موعودؑ کی خصوصی نصیحت:</u> یعنی ''جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو''۔

حضور مسیح موعودؑ نے مندرجہ بالا تحریر سے قبل اپنی کتاب نور الحق میں یعنی روحانی خزائن جلد ۸ ص 98 پر وضاحت فرمائی ہوئی ہے کہ ''رسولوں نبیوں اور محدثوں کی جماعت ہے جن پر روح القدس ڈالا جاتا ہے''۔ آپ نے جو الوصیت میں سلسلہ بیعت کی اجازت دی وہ اس شرط پر تھی کہ اتفاق رائے سے جس بزرگ کا انتخاب ہو وہ اپنے تئیں نیک نمونہ بناوے۔

وہ سب لوگ کون تھے جن کو مل کر کام کرنا تھا جب تک کوئی روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو؟ ان سب لوگوں میں مندرجہ ذیل شامل ہوئے۔ (۱) بیعت لینے والا بزرگ (۲) بیعت کرنے والے افراد (۳) انجمن کے معتمدین اور سب ذیلی شاخیں اور تنظیمیں اور عہدیدار کیونکہ انجمن کا قیام بھی ایک مستقل امر تھا۔ حضور مسیح موعود کی اس نصیحت سے یہ بات واضح تھی کہ جیسا کہ غیر متبدل سنت اللہ ہے کہ وہ ہر صدی کے سر پر ایک جانشین نبی ﷺ، آپ کا روحانی خلیفہ مجدد مبعوث فرماتا ہے اس کے نزول کے وقت مندرجہ بالا تین قسم کے افراد اس کا استقبال کریں جیسا کہ حضور مسیح موعود نے مزید فرمایا، مستعد اور سعید فطرتوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ صدی کا سر آ جانے پر نہایت اضطراب اور بے قراری کے ساتھ اس مرد آسمانی کی تلاش کرتے اور اس آواز کے سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو جاتے جو انہیں یہ مژدہ سناتا کہ میں خدا تعالیٰ کیطرف سے وعدہ کے موافق آیا ہوں (ملفوظات جلد ۴ ص ۳)، مگر بدقسمتی سے جماعت مسیح موعود میں یہ المیہ واقع ہوا کہ خلیفہ ثالث نے 1968ء میں اس باطل عقیدہ کا اعلان کر دیا کہ نئی صدی کے سر پر پہلے مجدد دین کی طرح کسی نئے مجدد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور خود کو خلیفہ راشد کے طور پر پیش کیا حالانکہ وہ مسیح موعود کے حواری نہ تھے۔

مزید ان کے زیر بیعت میں شامل افراد نے اس پر مجرمانہ خاموشی اختیار کی۔ اگرچہ اس وقت حضرت ایوب احمدیت مجدد صدی پندرہ مرزا رفیع احمد صاحب نے ان کو مناسب طریق سے اصل عقیدہ سے آگاہ کر دیا مگر نظام نے اس باطل عقیدہ کو جماعت میں خوب پھیلایا اور حضور مسیح موعود کی نصیحت کی نافرمانی کی۔ جب ان لوگوں نے مرد آسمانی کی تلاش سے آنکھیں بند کر لیں تو نتیجۃً خدا تعالیٰ کے فعل سے وہ اپنے ہی پیدا کردہ تعصب کے اندھیرے میں اُس کو شناخت نہ کر سکے اور ایمان لانے سے محروم رہ گئے ماسوائے چند افراد کے۔ اور تعصب اور بدظنی کے اس دخان میں حضرت ایوب احمدیت حضرت مرزا رفیع احمد کا جنوری 2004 میں وصال ہو گیا۔ تاہم اس راقم ناچیز کو آپ کی رحلت کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ احباب جماعت کی موجودہ نسل کو اُنکی غلطی اور محرومی سے آگاہ کر دوں۔ کیوں کہ میں آپ کا روحانی خادم ہوں اور

سیدنا محمود کی رویا کے مطابق جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انکشاف فرمایا کہ میں اُن کا بروز اور ثانی ہوں جو کہ 1427 ھ میں ظہور پزیر ہونا تھا اور اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اُسکی عطا کردہ نور فراست سے اس کام میں مگن اور اصلاحات کی طرف جماعت کو توجہ دلا رہا ہوں جو کہ عقائد کے بگاڑ کے دور کرنے میں ضروری ہیں۔ راقم جماعت میں ظاہری قومی خلافت کا مخالف نہیں ہے بلکہ اس طرف توجہ دلا رہا ہے کہ خلاف دستور شرعی آئندہ پوپ خلیفے چننے کی بجائے ۱۹۵۷ء کے شرعی دستور کے مطابق عامۃ المومنین کی ۵۷% نمائندگی قواعد کے مطابق بحال کرکے ہو۔

خلافت علیٰ منہاج نبوت سے متعلق ایک حدیث کی تشریح: ''حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ فرمایا کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اُس کو اُٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاجِ نبوت قائم ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھا لیگا۔ پھر اُس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت ہوگی (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دور ختم ہوگا تو اُس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاجِ نبوت قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے'' (بحوالہ حدیقۃ الصالحین ص۸۰۴) نوٹ: یاد رہے کہ '' یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے'' حضور نبی پاک کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ راوی کی طرف سے اضافہ ہے۔

یہ وہ حدیث ہے جس کو نظامی حضرات ایک خاص مقصد کے لئے استعمال کرتے ہیں اور ایسی تاویل اور تشریح کرتے ہیں جو کہ قرآنی تعلیم اور دوسری احادیث کے خلاف ہے اس لئے ضروری ہوا کہ اس کی تشریح ایسے رنگ میں کی جائے جو عمومی تعلیم قرآن اور فرمودات رسول ﷺ کے بھی مطابق ہو۔ یہ کہا جاتا ہے نبی پاک ﷺ کے وصال کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوئی جس کو خلافت راشدہ بھی کہا جاتا ہے اور جس کی مدت تیس سال تھی پھر ظالم اور جابر بادشاہوں کا دور رہا اور مسیح موعود کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگئی یعنی 27 مئی 1908 کو جو خلافت مسیح موعود قائم ہوئی یہ منہاج نبوت پر ہے اور تا قیامت جماعت کے منتخب کردہ خلفاء منہاج نبوت پر متمکن سمجھے جائیں گے۔

اول تو حضور مسیح موعودؑ نے اس خیال کا رد کیا ہے کہ خلافت راشدہ یعنی خلافت علیٰ منہاج نبوت نعوذ باللہ صرف تیس سال تک تھی جیسا کہ آپ نے فرمایا: ''پس جو شخص خلافت کو صرف تیس سال تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہر گز نہیں تھا کہ رسول کریم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے کچھ پرواہ نہیں'' روحانی خزائن جلد۶ ص۳۵۳/۳۵۴ اپنی تصنیف شہادت القرآن میں آپ نے بالبداہت قرآنی مبشرات اور احادیث سے ثابت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ کی خلافت تا قیامت ہے اور حمایت قرآن سے مجددین کی بعثت کی حدیث ایک دائمی انتظام من جناب اللہ حضور نبی پاک ﷺ کی برکات کو قیامت تک دوام دینے کیلئے ہے۔ اس لئے جو تفسیر اور تاویل اس حدیث کی نظامی حضرات کرتے ہیں ناقص ہے اور حضرت مسیح موعود حکم وعدل جن کو اللہ تعالیٰ نے علم قرآن اور علم حدیث سب امت میں بڑھ کر عطا فرمایا الوصیت میں لکھتے وقت سلسلہ بیعت کی اجازت دیتے وقت بین طور پر تحریر فرما دیتے کہ وہ اس حدیث کی بنا پر ایسا کر رہے ہیں۔ آپ نے بیعت لینے والوں۔ بیعت کرنے والوں اور انجمن کے عہدیداروں سب کو تلقین فرمائی کہ یہ انتظام اس وقت تک ہے جب تک خدا سے روح القدس پا کر کوئی رسول نبی یا مجدد کھڑا نہ ہو۔

عنوانِ بالا کی ایسی تفسیر جو کہ تعلیم قرآن اور جملہ احادیث اور فرمودات حکم وعدل مسیح موعود کی بیان کردہ تفاسیر کے مطابق پیش کرنے سے پہلے ایک اور حدیث کا بیان کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے۔ ''حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے قبل اللہ تعالیٰ نے جس قدر بھی نبی مبعوث فرمائے انہیں کچھ مخلص ساتھی ایسے ملے جو ان کے طریقہ کار پر عمل پیرا ہوتے اور ان کی کامل اتباع کرتے ان کی وفات کے بعد کچھ ایسے ناخلف پیدا ہوئے جو ایسی باتیں کہتے جن پر وہ خود عمل نہ کرتے اور ایسی باتیں کہتے جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا (حدیقۃ الصالحین ص۔۳۱۸)

اس حدیث سے یہ واضح ہو گیا کہ ہر مامور، نبی کے بعد نہج نبوت پر خلافت صرف اس کے حواریوں کے خلیفہ بنتے رہنے تک ہوتی ہے بعد میں ناخلف لوگ آجاتے ہیں

جو تعلیم کو بگاڑ دیتے ہیں۔
اس حدیث کی روشنی میں اور اس کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے جو خط راقم نے "بعنوان حدیث نبوی کی حقانیت"۔ احباب کو بھیجا اس میں یہ بات واضح ہے کہ 1968ء میں غیر حواری خلیفہ ثالث نے قرآن۔ حدیث اور مسیح موعود کے اقوال کے خلاف یہ عقیدہ ایجاد کیا کہ آئندہ گذشتہ صدیوں کی طرح مجدد نہیں آیا کریں گے اور اس کے بعد جماعت کو اس فاسد عقیدہ پر قائم کر دیا جو کہ اب اصلاح طلب ہے۔ لہذا بین طور پر ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود کے بعد جو سلسلہ بیعت شروع ہوا اس کو نہج نبوت پر ماننا چاہئے۔ مگر سیدنا محمود کے بعد غیر حواری بیعت لینے والے نہج نبوت پر نہیں ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مجدد صدی پندرہ حضرت مرزا رفیع احمد ایوب احمدیت کو شناخت نہیں کیا۔

اب حدیث عنوان بالا کے مفہوم کو واضح کرنے کے لئے قرآنی تعلیم۔ احادیث کی وہ تفسیر جو حضرت مسیح موعودؑ نے نبی پاک ﷺ اور ان کے صحابہ کی خلافت کے زمانے کے کئے اور پھر مسیح موعودؑ کی اپنی امتی نبوت اور آپکے حواری خلفاء کے زمانے سے متعلق کی ہے واضح کرتا ہوں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عمومی طور پر برکات خلافت محمدیہ تو قیامت تک جاری وساری ہیں مگر دو خاص ادوار برکات وانوار خلافت ظاہری کے ہیں۔ اول حضور نبی پاک ﷺ کے وصال کے بعد جو خلافت راشدہ تیس سال قمری قائم رہی یہ حضور نبی پاک کے جلالی دور کا تتمہ تھی اور آپ کا دوسرا دور بشکل بعثت حضرت مسیح موعود ابن رسول اللہ ہے جو کہ آنحضور کا جمالی دور ہے۔ حضرت مسیح موعود کی خلافت اس طرح نہج نبوت پر شروع ہوئی۔ حضرت مولانا نور الدین کی خلافت کے چھ سال (1908 سے 1914) اور سیدنا محمود کی خلافت کے تقریباً 52 سال کل قریباً 58 سال بحساب شمسی اور قریباً 60 سال بحساب قمری بنتے ہیں۔ یہ امت مسلمہ کے دو بہترین ادوار ہیں۔ جیسا کہ سورہ جمعہ میں خوشخبری تھی ''و آخرین من ھم لما یلحقو بھم'' (سورہ جمعہ آیت ۴) اور ثلة من الاولین و ثلة من الاخرین (سورۃ الواقعہ ۴۰۔۴۱) میں درج ہے۔ سو یہ حقیقت ہے اس حدیث کی جو کہ عنوان بالا میں درج ہے۔

خلیفہ کون بناتا ہے؟

راقم بروز سیدنا محمود قرآنی تعلیم کے مطابق یہی عقیدہ رکھتا ہے کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے ایک جماعت مومنین پر حکمرانی بخشتا ہے، جیسا کہ اس نے اپنے پاک کلام میں فرمایا قل اللھم مالک الملک تو تی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشآ (آلِ عمران ۲۵) اقتدار اعلیٰ درحقیقت مالک حقیقی کا ہی حق ہے مگر وہ پاک ذات اپنی حکمت کاملہ سے اپنی مخلوق میں انسانوں اور دینی جماعتوں میں مومنین میں سے بعض کو دوسروں پر اقتدار اور حکمرانی بخشتا ہے جیسا کہ دنیا میں اس کا عام قانون نظر آتا ہے۔ مختلف ممالک۔ اقوام اور قبیلوں کے جو سربراہ بنتے ہیں ان سب کے متعلق قرآنی تعلیم کی رو سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ انعام اور عنایت اور موقع اللہ تعالیٰ نے ہی انہیں عطا کیا ہے کہ وہ کسطرح عدل وانصاف اور شریعت کے مطابق اپنی رعیت پر حکمرانی کرتے ہیں اور اس دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کو جواب دہ ہیں۔ اسی طرح مومنوں کی جماعت پر جن افراد کو اقتدار یعنی خلافت عطا ہوتی ہے وہ کس طرح شریعت خداوندی کے تحت معاملات چلاتے ہیں۔
جب اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ ظاہری خلافت یعنی بادشاہت بھی عطا فرمائی تو یوں نصیحت فرمائی جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے۔ ''یا داؤد انا جعلنک خلیفة فی الارض فا حکم بین الناس با الحق و لا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ ترجمہ: اے داؤد تجھے ہم نے زمین میں خلیفہ بنایا ہے پس تو لوگوں کے درمیان حق کیساتھ فیصلہ کر اور اپنی ذاتی خواہشات کی پیروی نہ کر کیونکہ یہ تجھے اللہ تعالیٰ کی راہ سے ہٹا دے گی۔ اس سے بین طور پر یہ بات واضح ہو گئی کہ محض خلیفہ/بادشاہ ہونا یا کسی قبیلہ یا تنظیم کا سربراہ ہونا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی قابل اہمیت بات نہیں ہے بلکہ اصل چیز جو اس کے نزدیک قابل قدر ہے یہ ہے کہ جس کو یہ انعام دیا گیا وہ کس طرح اس ذمہ داری کو دیانت، عدل اور انصاف کیساتھ نبھاتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ''فاسقوں کی بادشاہت اور حکومت بطور ابتلا کے ہے نہ بطور اصطفیٰ کے اور خدا تعالیٰ کے حقانی خلیفے خواہ وہ روحانی خلیفے ہوں یا ظاہری وہی لوگ ہیں جو متقی اور ایماندار اور نیکوکار ہیں'' (روحانی خزائن جلد ۶

ص ۳۳۴) سو حضور کی اس تحریر سے واضح ہو گیا کہ محض خلیفہ ہونا کسی کے لئے کوئی قابل فخر بات نہیں بلکہ اصل چیز اتقا۔ ایمانداری اور نیکوکاری ہے یعنی شریعت کی مکمل اتباع۔

سیدنا حضرت ابو بکر جن کا امت میں سب سے بڑھ کر مقام ہے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ کسی کو امتی نبی بناوے اور جو پہلے خلیفۃ الرسول ہوئے فرماتے ہیں ''میں جب تک سرور عالم ﷺ اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا رہوں اس وقت تک تم میری اطاعت کرنا اور نعوذ باللہ اگر اللہ و سرور عالم ﷺ کی مجھ سے نافرمانی ظہور میں آئے تو تم میری اطاعت نہ کرنا (تاریخ الخلفاء اردو جلال الدین سیوطی ص ۱۰۴)

اسی طرح سیدنا مسیح موعود نے جماعت سے بیعت لی تو شرط نمبر ۱۰ کے تحت خود ہی طاعت در معروف کی شرط قائم کی حالانکہ یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ حضور کوئی ایسا بھی حکم دے سکتے تھے جو خلاف شریعت ہو۔ پس آپ نے انکسار اختیار کرتے ہوئے بعد میں آنے والوں کیلئے یہ اصول قائم کیا جیسا کہ اس سے قبل حضرت ابو بکر قائم کر چکے تھے کہ قرآن اور رسول ﷺ کی اتباع اصل معیار ہے اور ہر ایک پر لازم۔

مندرجہ بالا کی بنا پر یہ ضروری ہو گیا کہ مومن جہاں ایک طرف خلیفہ کی اطاعت کریں وہاں اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ جب ان کے احکام قرآن و سنت کی غلطی سے یا دیدہ دانست پیروی نہ کریں تو بلا خوف و خطر ان کو توجہ دلائیں۔ جس قوم یا جماعت کے افراد سہل نگاری سے یہ فرض ادا نہیں کرتے تو بالآخر نظام ان کو اپنا اسیر بنا لیتا ہے۔

ظاہری خلفاء: یاد رکھنا چاہیئے کہ ظاہری خلفاء کا تقرر اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے تحت ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ مومنوں کے انتخاب پر اپنی رضا کی مہر ثبت کر دیتا ہے اور اپنی تائید سے نوازتا ہے۔ بشرطیکہ وہ نیکوکاری پر قائم رہیں۔ مگر جب لوگوں میں تقویٰ طہارت اور صحیح ایمانی حالت نہیں رہتی اور وہ فاسقانہ راہیں اختیار کر لیتے ہیں تو ان کا منتخب کردہ سربراہ چاہے اس کو وہ خلیفہ کا لقب بھی دیں تائید اور نصرت الٰہی سے محروم ہوتے ہیں کیونکہ اصل معیار نیکوکاری ہے ایسا شخص قومی خلیفہ تو کہلا سکتا ہے مگر ''حقانی خلیفہ'' نہیں ہوتا۔ مزید کھول کر بیان کر دوں کہ جب کوئی جماعت کسی مرسل کو جو ان کے لئے اور ان میں مبعوث ہو اس کو شناخت نہ کریں اور اس پر ایمان نہ لائیں اور نہ ہی ان کا قومی خلیفہ اس پر ایمان لائے اور اتباع نہ کرے تو ایسی قومی خلافت دکھاوے کے طور پر کسی قدر اتحاد کا ذریعہ تو ہو سکتی ہے مگر روحانی رہنمائی نہیں کر سکتی۔

روحانی خلافت/خلیفۃ اللہ: دوسری قسم کی خلافت جو مولیٰ کریم اپنی صفت رحمانیت کے تحت گاہے گاہے بوقت ضرورت قائم کرتا رہتا ہے وہ انبیاء، رسل اور مجددین کی خلافت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ بلا شرکتِ غیر قائم کرتا ہے۔ ایسے متبرک بندے پر روح القدس نازل کرتا ہے اللہ اس کا خود معلم ہوتا ہے تا کہ وہ تجدید دین کرے وہ بذریعہ الہام کھڑا کیا جاتا ہے اس کی شدید مخالفت ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی نصرت و قدرت سے اسے ان سب پر غلبہ اور فتح عطا فرما دیتا ہے اس کی اپنی زندگی میں یا متبعین کے ذریعہ۔ اسکے بالمقابل صفت رحیمیت کے تحت قائم ہونی والی خلافت صرف مومنوں کے اتفاق رائے پر ہی قائم رہ سکتی ہے۔

بعثت نبوی ﷺ پر پندرہویں اور بعثت مسیح موعود علیہ السلام پر دُوسری صدی قمری تجدیدی کا آغاز

۱۹۶۵ء/۱۳۸۵ ہجری میں سیدنا محمودؓ کے وصال کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاج نبوۃ کا وہ دور جو حضور مسیح موعودؑ کے مقدس صحابہ کی خلافت کا دور تھا، ختم ہو گیا اور اُس کیساتھ ہی آپ کی چودھویں صدی جسکے متعلق آپ نے رویا مبارکہ درج تذکرہ بتاریخ ۲۲ نومبر ۱۹۰۳ء میں خواہش فرمائی تھی کہ وہ ۹۵ سال ہو وہ بھی اختتام کو پہنچی۔ جیسا کہ آپ نے حقیقۃ الوحی ص ۲۰۸۔۲۰۷ میں تحریر فرمایا ہے کہ ۱۲۹۰ ہجری سے آپ شرف مکالمہ مخاطبہ پا چکے تھے اور آپ کا ظہور ہو چکا تھا۔ چنانچہ ۱۲۹۰ + ۹۵ = ۱۳۸۵۔ تاہم آپ کی روحانی زندگی بطور مجدد الف آخر تا قیامت جاری ہے۔ حضور مسیح موعودؑ روحانی خزائن جلد ۱۷، ص ۱۹۳ پر فرماتے ہیں کہ وہ اسلام

کے تیرہویں خلیفہ ہیں۔

گزشتہ صفحات میں حضور مسیح موعودعلیہ السلام کے فرمودات بحوالہ درج کر دیئے گئے ہیں جن میں مذکور ہے کہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ قیامت تک مجدد آتے رہیں گے۔ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہر صدی کے سر پر جو مجدد آتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان ہوتا ہے۔

چنانچہ پندرہویں اسلامی صدی کے سر پر ۱۳۸۶ھ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ میں اسلام کا چودھواں خلیفہ یعنی مظہر الاوّل والآخر (یعنی عنداللہ نبی پاک ﷺ اور سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا) روحانی خلیفہ حضرت مرزا رفیع احمد علیہ السلام کو بنا کر نازل فرمایا اور آپ کو ''ایوب'' کا خطاب فرمایا جیسا کہ حضور مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

''جس مجدد کی کاروائیاں کسی ایک رسول کی منصبی کاروائیوں سے شدید مشابہت رکھتی ہیں وہ عنداللہ اُسی رسول کے نام سے پکارا جاتا ہے''۔

(روحانی خزائن جلد ۶۔ص ۳۴۸)

اسلام میں حضرت مرزا رفیع احمد علیہ السلام کیلئے خلیفہ اسلام ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ازل سے فیصلہ کر رکھا تھا اور اُنکے نام کے ساتھ بحساب حروف جمل خلیفہ کا انعام مقرر تھا۔ **مرزا رفیع احمد خلیفہ = ۱۳۸۶** فلحمد للہ۔

اللہ تعالیٰ کی حکمتوں اور اُسکی قضاء وقدر پر حیرت ہوتی ہے کہ ایک طرف خلفیہ ثانی کے وصال سے کچھ قبل روحانی تجدیدی خلافت حضرت مرزا رفیع احمد علیہ السلام کو عطا کر دی اور پھر آپ کے وصال کے بعد جماعت میں ظاہری خلافت حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کیلئے مقرر کر دی۔ اِس راقم نے خلافت ثالثہ ظاہری کے انتخاب اور پس منظر اور اِس بارے میں جو رویا اور حالات و واقعات اور عواقب ہوئے اسکا بیان ''سیرت ایوب احمدیت حضرت مرزا رفیع احمد علیہ السلام'' میں کیا ہے جو کہ بذریعہ پوسٹ کثیر افراد جماعت کو بھجوایا تھا۔ اگر کسی صاحب کو نہ ملا ہو تو اب ان کے مطالبہ پر مہیا کیا جا سکتا ہے۔

نظام سلسلہ کے سر براہوں سے چند سوالات

سوال نمبر ۱: کیا یہ درست نہیں ہے کہ سیدنا محمودؓ کو آج سے قریباً ۸۰ سال قبل یہ بشارت ہوئی تھی کہ ۱۴۲۷ھ میں اُنکا بروز جماعت میں ظاہر ہوگا جیسا کہ نظام کی شائع کردہ کتاب رویا وکشوف سیدنا محمود میں بحوالہ تاریخ ۲۶ مارچ ۱۹۴۶ء درج ہے۔ اس راقم کو اُنکا ثانی ہونے کا دعویٰ ہے اور مذکورہ رویا کے حوالے سے میرے اور نظام کے درمیان واقعات رونما ہو چکے ہیں اور آپ میرے ساتھ بحالت جنگ ہیں۔ کیا یہ میرے حق پر ہونے کی آسمانی شہادت نہیں؟

سوال نمبر ۲: نظام جماعت نے اس الزام کو اپنی مسلسل خاموشی سے تسلیم کر لیا ہے کہ ۱۹۸۲ء اور ۲۰۰۳ء میں جو انتخاب خلافت بالترتیب خلیفہ رابع اور خلیفہ خامس کا ہُوا وہ خلاف دستور انتخاب خلافت تھا۔ اب جبکہ اُن سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ آئندہ کیلئے اِس گناہ کا ارتکاب نہ کیا جاوے اور جو عامۃ المومنین کی نمائندگی مجلس انتخاب میں ہے اُسے بحال کیا جاوے تا کہ جماعت کی قومی ظاہری خلافت حقہ بحال ہو اور موجودہ خلافت بطرز خلافت مثل پاپائیت کی نحوست کا خاتمہ ہو تو اُس پر توجہ کیوں نہیں دی جا رہی؟

سوال نمبر ۳: جب کہ ہر صدی کے سر پر مجدد کا مبعوث ہونا بھی سنت اللہ ہے۔ اگر کوئی بھی مجدد نہیں آیا تو کیا پندرھویں صدی کیلئے نعوذ باللہ قرآن، حدیث رسول اور فرمودات حضور مسیح موعودؑ اس بارے میں غلط نکلے اور کیا ہمیں خدانخواستہ تا قیامت پوپ خلیفوں پر ہی گذارہ کرنا ہوگا؟

سوال نمبر۴: حقانی خلیفہ کی اطاعت ہر مومن پر فرض ہے۔ کیا پوپ خلیفہ جس کا وجود میں آنا خلاف شریعت ہے، کی بھی اطاعت کی جائے جب کہ وہ خلاف شریعت عمل کو ترک نہ کرنا چاہے؟

سوال نمبر۵: یزید بن معاویہ غیر شرعی طور پر امت پر مسلط کیا گیا تھا اور امیر المومنین کہلاتا تھا اور عوام نے جہالت اور بزدلی سے اُسے تسلیم بھی کر لیا تھا۔ کیا حضرت امام حسینؓ نے حق کے قیام کیلئے جو جہاد کیا تھا درست تھا یا نہیں؟

سوال نمبر۶: یزید پلید کے ارد گرد بھی بُہت مدح سراء اور خوشامدی تھے جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ کے عین مطابق تھا جیسا کہ آپ نے فرمایا۔

''مخالفت ہمیشہ راست بازوں کی ہوتی ہے۔ جھوٹوں کی کوئی مخالفت نہیں کرتا بلکہ لوگ اُنکے ساتھ ہو جاتے ہیں اور یہ سنت اللہ ہے''

(ملفوظات جلد۵۔ ص۵۶)

مزید حضور نے فرمایا ''یہ الگ امر ہے کہ یزید کے ہاتھ سے بھی اسلامی ترقی ہوئی۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ چاہے تو فاسق کے ہاتھ سے بھی ترقی ہو جاتی ہے''۔

(ملفوظات جلد۴، ص۵۸۰)

جماعت کے موجودہ پوپ خلیفہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اُن کے ساتھ بھی بہت افراد ہیں اور اُنکی مدح سرائی کرتے ہیں اور یہ کہ اُن کے دور میں بھی بہت ترقیات ہو رہی ہیں۔ حضور مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں اُنکے بیان کی کیا حیثیت ہے؟

چوہدری غلام احمد۔ محمود ثانی